

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ ہے

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمعیل صاحب ایم اے
پادری غلام مسیح صاحب } ایڈیٹرز
بینو منزل وارث روڈ لاہور

پادری ڈبلیو جے۔ کلارک صاحب
ایم اے (ایمپرس روڈ لاہور) مینیجر

جملہ خط وکتابت و ترسیل زر بنام مینیجر صاحب ہونا چاہیے اور مضامین و اشتہارات برائے اندراج بنام ایڈیٹرز ارسال فرما کر ممنون فرمائیں ۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے ۔

جلد ۵۲	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے ۔ ۱۶ مئی ۱۹۲۴ء	نمبر ۲۰

غزل

از قلم مولوی نصیر الدین صاحب نصیر

توصیفِ فرستادۂ حق میکنم امشب ۔ روشن بقلم ہفت طبق میکنم امشب
وصفِ دہنِ یار نویسم زرہِ شوق ۔ انشائے مضامین ادق میکنم امشب
تاپاک شود دامنم از داغِ جرائم ۔ از شرمِ گنہ بسکہ عرق میکنم امشب
امداد کن اے روحِ قدس مبتدیاں را ۔ درمکتبِ عشق توسبق میکنم امشب
بادیدۂ خونبار نصیر از غمِ ہجراں ۔ نظارۂ باران و شفق میکنم امشب

غزل

جناب پادری بی گارڈ ز صاحب صبر از بلہور

جب کچھ نہ تھا تو قدرتِ حق کا ظہور تھا ۔ قندیل عرش میں یہ قدرت کا نور تھا
پچھتانا بعد قتل مرے کیا ضرور تھا ۔ خود میں تو کہہ چکا تھا کہ میرا قصور تھا
کہنا یہ بعد قتل کہ یہ بے قصور تھا ۔ یہ کیا تھا یہ ہماری وفا کا ظہور تھا
جب تک کہ چشم و رخ کا تصور حضور تھا ۔ دل مسکن سرور تھا آنکھوں میں نور تھا
ویران یہ زمین تھی نہ انسان تھا جہان ۔ جنبش تھی روح پاک کو پانی پر نور تھا
روز ازل پڑی تھی نگاہ مجھ پہ آپ کی ۔ میں ابتدا سے الفتِ عیسیٰ میں چور تھا

اے باغباں تھے ہم بھی کبھی رونقِ چمن ۔ اس باغ میں ہمارے بھی دم کا ظہور تھا
رہ شوق سے جہاں میں مگر یہ خیال رکھ ۔ اس گھر میں کوئی تجھ سے بھی پہلے فرد تھا
افسوس جنکے عشق میں ہم جان سے گئے ۔ ان کا خیال ہے کہ یہ سر کا فتور تھا
عیسیٰ کے فیض خاص نے انسان بنادیا ۔ جنکو تمیز عقل نہ مطلق شعور تھا
پچھتائے روئے پیٹے کے یہ قبر پر کہا ۔ اے وائے جس کو قتل کیا بے قصور تھا
عاشق تھا میں یہ کیسے ہوئے مورد سزا ۔ آنکھوں کی کچھ خطا تھی نہ دل کا قصور تھا
ظالم نے اسکو قتل کیا سب کو چھوڑ کر ۔ پر آج تک بتا نہ سکا کیا قصور تھا
میں واجبِ سزا تھا کبھو نہ تھا بے خطا ۔ میں نے لکھا تھا خط انہیں میرا قصور تھا
بکتے ہیں بیٹھے جاتے ہیں کیوں گو ترتیم ۔ اے پیر فلک ان کا بتا کیا قصور تھا

اس دن سے صبر عاشقِ ابنِ خدا ہوں میں ۔ جس دن کلیم تھے نہ زمیں تھی نہ طور تھا

غزل

از قلم گشتہ بنارسی

ضیائے رُدی روشن کبھی مسیح دو جہانی ہے ۔ ہماری شمع جاں ہو یا چراغ زندگانی ہو
شب صعود کیا کیا انتظام میزبانی ہے ۔ خدا کے گھر میں ابنِ خدا کی میہمانی ہے
ملائک پیشوائی کے لئے حاضر ہیں صف بستہ ۔ گروہِ انبیا میں کیا مسیح کی مدح خوانی ہو
نجوم چرخ سب زیر زمیں آنکھیں بچھاتے ہیں ۔ بنایا ماہتاب راہ ہمارا آسمانی ہے

شب موعود جبریل امیں یہ کہتے آئینگے
وہ آتا ہے جو محبوب خدا ہے دوجہاں کو

قسطنطنیہ کا پیغام راوی ہے کہ عصمت پاشا سخت علیل ہے۔

جنرل ڈائر مرض فالج میں مبتلا ہے۔

لاہور مطلع گاہے ابر آلود گاہے صاف ہوجاتا ہے۔

یونگ کرسچن ہائی سکول لودیانہ

جملہ مسیحیان پنجاب وہندوستان کی آگاہی کے لئے یہ امر تحریر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ ابتدائی سن رواں سے یونگ کرسچن ہائی سکول لودیانہ کو بہتر سے بہترین بنانے کا انتظام مستقل طور سے منجانب مشن کر دیا گیا ہے جسکی وجہ سے اب اس سکول کی خصوصیتیں حسب ذیل ہوگئی ہیں۔

(۱) اس سکول کے پرنسپل اور منیجر عالیجناب ریورنڈ ڈاکٹر خلیفہ صاحب بہادر مقرر کئے گئے ہیں۔ جو کہ تمام فضائل بزرگانہ سے متحلی و متخلی ہیں اور دیرینہ تجربہ کار۔ لائق فائق خلیق۔ متین۔ مُدبر۔ اعلیٰ درجہ کے منتظم۔ وسیع النظر اور تعلیمی امورات میں بدرجہ کمال دلچسپی لینے والے اور اس کی اہم ترین اور ادق ذمہ داریوں سے کماحقہ واقف و آگاہ ہیں۔ آپ اس سے پیشتر بھی سالہا سال تک اس سکول کے نظم و نسق کی زمام اپنے ہاتھ میں رکھ چکے ہیں اور اپنی مقبول و مسلمہ عدیم النظیر سیرت و شخصیت اور اپنے خصائل ستودہ و اوصاف محمودہ کی وجہ سے جملہ مدرسین و طلبہ کے حلقہ میں ہر دلعزیز رہے ہیں۔ الحمدللہ کہ وہ اب پھر اس سکول کے پرنسپل مقرر ہوئے ہیں اور یہ امر سکول ہذا کی بڑی خوش نصیبی اور بلند اقبالی کی دلیل بیّن ہے۔

(۲) اس سکول کے ہیڈ ماسٹر جناب سردار خان صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی ہیں جو کہ اعلیٰ درجہ کی مسلمہ قابلیت و نقید المثل لیاقت رکھنے کے علاوہ نہایت منتظم۔ نہایت خوش اخلاق نیک طینت۔ بُردبار اور متحمل مزاج شخص ہیں اور طلبہ کے سچے بہی خواہ اور دلی ہمدرد ہیں اور اپنے فرایض ہیڈ ماسٹری کو بڑی حذاقت اور بلند نظری سے انجام دیتے ہیں۔

(۳) تمام اُستاد صاحبان بڑی جستجو اور تلاش کے بعد اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ۔ لائق فائق اور ٹرینڈ مقرر کئے گئے ہیں۔ جو کہ طلبہ کو بڑے دل شوق اور دلچسپی کے ساتھ تعلیم دیتے ہیں اور اُن کی تعلیمی حالت کا خاص خیال رکھتے ہیں۔

(۴) تعلیم کے ساتھ تربیت کا بھی خاص طور سے خیال رکھا جاتا ہے اور حدودرجہ کی کوشش کی جاتی ہے کہ طلبہ عمدہ اخلاق سے آراستہ ہو کر نکلیں۔

(۵) اس سکول کے متعلق ایک بورڈنگ ہاؤس بھی ہے جس میں طلبہ کی رہایش اور کھانے کا انتظام ایسا عمدہ اور اعلیٰ کر دیا گیا ہے کہ موجودہ قلیل فیس کے مقابلہ میں ایسا عمدہ اور اعلیٰ انتظام خوراک قریباً غیر ممکن ہے۔ تمام طلبہ اس موجودہ انتظام سے بدل وجان خوش ہیں۔

پس بوجوہات مندرجہ بالا تمام مسیحیوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ وہ موقع کو از بس غنیمت سمجھ کر بڑے شوق اور کامل اطمینان اور دلجمعی کے ساتھ اپنے بچوں کو اس بورڈنگ سکول میں بغرض تعلیم داخل کرا کر عدیم النظیر فوائد حاصل کریں۔ پراسپکٹس جناب پرنسپل صاحب بہادر سے دستیاب ہو سکتا ہے۔

راقم۔ ڈاکٹر۔ مولوی حشمت اللہ لودیانہ پنجاب۔

برای فروخت

چار کھٹیاں اور ایک ٹائپ مشین معہ سامان قدرے استعمال شدہ موجود ہیں خط و کتابت ۱۶ اگر المنڈی لاہور پادری علی بخش سے کریں۔

خواجہ کمال الدین صاحب
اور
مشاہیر کلیسیا انگلستان کے معتقدات جدیدہ

جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے اپنی کتاب "ینابیع المسیحیت" کی فصل اول میں چند مشاہیر کلیسیا انگلستان کے معتقدات جدیدہ کا خاکہ کھینچا ہے۔ آپ نے یہ باب اس واسطے تحریر فرمایا ہے کہ عوام الناس پر ظاہر ہو جائے کہ یہ بزرگ ہر ایک ایسی تعلیم کو جو صدیوں سے جناب مسیح کے نام پر دی جارہی ہے۔ اس کو لوگوں کے دل سے نکال کر اس کی جگہ کوئی نئی تعلیم اب ڈالنا چاہتے ہیں" صفحہ ۱۶ مثال کے طور پر جناب نے مسئلہ الوہیت اور "بمقام اکسفورڈ اگست ۱۹۲۱ء میں پادریوں کی ایک کانگریس" صفحہ ۳۰ کر لیا ہے۔ ناظرین پر واضح ہو کہ یہ کانفرنس "اکسفورڈ" میں نہیں بلکہ کیمبرج میں منعقد ہوئی تھی اور بالعموم "گرٹن کانفرنس" کے نام سے موسوم ہے۔ خیر۔ آپ نے مرحوم ڈاکٹر رینڈال صاحب کی تقریر کو لے کر یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ "یہ چوٹی کے پادری ایسی تعلیم کو جو صدیوں سے جناب مسیح کے نام پر دی جارہی ہے اس کو لوگوں کے دل سے نکال کر اس کی جگہ کوئی نئی تعلیم اب ڈالنا چاہتے ہیں"۔ ہم اس مضمون میں انشاءاللہ یہ ظاہر کر دینگے کہ جناب خواجہ صاحب کا یہ دعویٰ سراسر غلط ہے اور مسیحی مذہب اور تواریخ کلیسیا اور متقدمین کلیسیا کی تحریرات کی عدم واقفیت پر مبنی ہے۔

آپ نے ڈاکٹر صاحب مرحوم کی تحریر کا خلاصہ تحریر کیا ہے جو آپ کے خیال میں ثابت کر دیتا ہے کہ الوہیت مسیح کی جگہ اب کوئی "نئی تعلیم" سکھائی جا رہی ہے۔ ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ جس شے کو خواجہ صاحب "نئی تعلیم" خیال کرتے ہیں (دیکھو صفحہ ۱۱)

نورافشان

مطبوعہ ۱۶ مئی ۱۹۲۴ء

ہمعصر آریہ گزٹ اور شدھ عیسائی

آریہ گزٹ مطبوعہ ۵ مئی اپنے افتتاحیہ "اچھوت ادہار اور آریہ سماج" میں آریہ سماج کی شدھی کی کامیابیوں کا ذکر کرتا ہوا کلارک آباد کے مسیحی گاؤں کے عجیب و غریب محاسن بیان کرتا ہے اور ان محاسن کے اختتام پر نہایت پُر رشک یہ جملہ بڑھاتا ہے کہ "کاش کہ عیسائی ویدک دھرمی اور ہندو ہوتے تاکہ وہ اس مبارک کام کے پورے پھل حاصل کر سکتے"۔ ہمیں اپنے ہمعصر کی اس خشک تمنا کے معنے اب تک معلوم نہیں ہوئے۔ ویدک دھرم نے کلارک آباد کے مسیحیوں اور اُن کے آباؤ اجداد سے جو سلوک اور ظلم کئے تھے اُن کی مثال ہنوز ۶ کروڑ اچھوت ہندی موجود ہیں جو ابھی تک مسیحیت سے باہر ہیں جنکو ہندو و آریاؤں نے شدھی کی راہ سے ہندو بنانے کا ابھی تہیہ کیا ہے۔ اور ان اشدھوں کو ہندو نام دے کر اُن کو ترقی و اقبال انسانی کی راہ پر قدم مارنے سے روکنے کا نیا حیلہ بنایا ہے وہ شدھ شدھ شدھ اشدھ آج تک ہندو نہیں بنے ہیں وہی اشدھ کے اشدھ سمجھے جا رہے ہیں ویدک دھرم کی کرپا سے وہ انسان آج تک جانوروں سے بدتر بنے ہوئے کچھ مسیحیت میں پناہ گزیں ہوئے ہیں جنکی قابل رشک حالت کا خود مدیر آریہ گزٹ نے ذکر کیا ہے۔ کیا ہمارا ہمعصر بتلا سکتا ہے کہ ویدک دھرم میں مسیحیت کے شدھوں کے لئے کون سے زیادہ پھل ہیں جو شدھ عیسائی عیسائیت کو تیاگ کر اور ویدک دھرم گرہن کر کے حاصل کر سکتے ہیں؟ ویدک دھرم نے شودروں اور اشدھوں کو خود ہند میں پیدا کیا۔ کیا ویدک دھرم ان شودروں کو برہمن یا چھتری یا ویش بنا سکتا ہے؟ اگر بنا سکتا ہو تو ویسے ہمارا ہمعصر اس کی ترکیب تحریر فرمائے۔ ورنہ مسیحیت نے اشدھوں کو آپ کی زبانی شدھ کر کے "عمدہ نیک صورت کے پاک لوگ بنا دیا ہے۔" آپ نے خود لکھا ہے۔

اچھوت ادہار کا کام ایک مبارک اور مقدس کام ہے مٹی سے سونا اور کوئلے سے ہیرا بنانے کا کام ہے ایسے کیمیاگری کہہ سکتے ہیں اور اس کے لئے ہندوؤں کو عیسائیوں سے کچھ سبق حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ کچھ دن ہوئے کہ ایک صاحب کلارک آباد میں گئے۔ یہ جگہ رینہ نگر ریلوے سٹیشن (زمنگری لائن) سے ۱½ میل کے فاصلہ پر ہے۔ جہاں عیسائیوں کو گورنمنٹ کی طرف سے زمین کے ڈیڑھ سو مربعے ملے ہوئے ہیں۔ اس جگہ عیسائیوں نے زیادہ تر بھنگیوں کو آباد کر رکھا ہے۔ جس دن کا ہم ذکر کرنے لگے ہیں وہ اتوار کا دن تھا۔ کلارک آباد میں جاتے ہی متذکرہ صاحب گرجا گھر میں گئے۔ جہاں ایک طرف عورتیں اور دوسری طرف مرد بڑے سلیقہ سے بیٹھے تھے۔ عورتوں کا لباس شکل وشباہت اور چال ڈھال دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ بھنگی عورتیں ہیں۔ گرجا میں وہ پنجابی کے عیسائی بھگتی کے گیت گاتی تھیں اور محبت سے پرارتھنا میں شریک ہوتی تھیں۔ کلارک آباد میں لوگوں کے مکانات صاف شفاف اور کھلے ہیں۔ گلیاں صاف اور کھلی ہیں۔ وہاں تعلیم لازمی ہے۔ لڑکیوں اور لڑکوں کے لئے الگ الگ سکول بنے ہوئے ہیں۔ دوسری آبادی کو زیادہ مفید بنانے کے لئے کئی طریقے استعمال کئے جا رہے ہیں نئی قسم کے ہل وہاں منگوائے گئے ہیں۔ جن سے مقابلۃً آٹھ گنا زیادہ کام ہوتا ہے۔ لڑکیوں کی تعلیم پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے اُن کے ساتھ بات چیت کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑی ہوشیار، سمجھدار، ذہین اور باسلیقہ ہیں۔ ایک قابل نوٹ بات یہ ہے کہ سارے گاؤں میں کسی کے منہ سے بد زبانی یا گالی گلوچ نکلتی ہوئی سنائی نہیں دیتی۔ گاؤں کی صفائی اور لوگوں کی صحت بہت اچھی ہے۔ غرضیکہ ہر پہلو سے ایسا نظر آتا ہے کہ عیسائیوں نے یہاں پر اصلی اچھوت ادہار کا کام شروع کر رکھا ہے۔ لیکن افسوس اس سارے امرت میں ایک زہر بھرا ہوا ہے جو ہماری قوم اور ہمارے ملک کے لئے مہلک ثابت ہوگا۔ کاش کہ عیسائی ویدک دھرمی اور ہندو ہوتے تاکہ وہ اس مبارک کام کے پورے پھل حاصل کر سکتے۔ اس گاؤں کی اور اس قسم کی دوسری بستیوں کے بھنگی، چمار اور دیگر اچھوت جاتیوں کی لڑکیوں نے ایسی تعلیم حاصل کر لی ہے اور وہ اتنی سوشیل اور گنی ہو چکی ہیں کہ عیسائی یہ کہنے لگے ہیں کہ ہمیں ان لڑکیوں کے متعلق ایک خطرہ پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ کہ کہیں ایسی اچھی لڑکیوں کو ہندو نہ لے جائیں۔

ہندوؤں کے سات کروڑ چھوٹے بھائی اسی توجہ اور پرورش وغور و پرداخت کے مستحق ہیں۔ اچھوتوں کو چھوت بتلانے اور نیچوں کو اٹھانے کا اصل مطلب یہی ہے اور اسی طریقہ سے ہم چھوت چھات کے کلنک کو ہندو جاتی کے ماتھے سے دور کر سکیں گے۔

اخبار نورافشان لاہور

لاشائبہ اخبار نورافشان لاہور بفضلہ تعالیٰ اس وقت تمام مسیحی رسائل اور اخبارات سے بلحاظ مضامین دلکش گوئے سبقت لے گیا ہے۔ جو اس کے لائق فائق اور نہایت ہی قابل اور ہیدار مغز ایڈیٹر صاحبان کی مساعی جمیلہ اور شبانہ روز کی دماغ سوزی کا ہی نتیجہ ہے۔ کیونکہ وہ نہ صرف خود بے مثل جادو نگار اہل قلم ہیں۔ بلکہ اُن کے معاونین امضمون نگار صاحبان بھی ماشاء اللہ

مضامین نویسی میں فرد بلکہ یکتائی روزگار ہیں۔ اس لئے ہم بلاخوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ جب سے اخبار نور افشاں کی اڈیٹری کی عنان موجودہ اڈیٹرز صاحبان کے دست مبارک میں آئی ہے تب سے اخبار نور افشاں یومًا فیومًا بام ترقی کے انتہائی مقام پر نظر آرہا ہے اور اس وقت دلدادگانِ وضعِ مغربی کے سوا قریبًا تمام ذی علم مسیحیانِ پنجاب و ہندوستان کی نظروں سے گزرتا ہے اور اپنے دل پسند مقبولہ مضامین کا ذخیرہ اس قدر ہے کہ اڈیٹر صاحبان کو مضامین کے شائع کرنے میں بڑی دقت کا سامنا ہوتا ہے کہ کس کو شائع کریں اور کس کو نظرانداز کریں اور کس کو جلد اور کس کو دیر میں شائع کریں اس لئے میری دانست میں اس مشکل کو رفع کرنے کی سب سے بہتر تجویز یہی ہوسکتی ہے کہ یا تو اخبار نور افشاں ہفتہ میں دوبار شائع ہوا کرے۔ یا اگر یہ امر سردست ناممکن العمل ہو تو کم ازکم اس کے ۸ صفحے اور بڑھا دیئے جائیں اور ۱۶ صفحہ پر ہفتہ وار شائع ہوا کرے تاکہ جادو نگار نامہ نگار صاحبان کو جو کہ عدم گنجایش کی وجہ سے پژمردہ خاطر رہتے ہیں دل کھول کر مضامین لکھنے کا موقع مل سکے۔

مجھے کامل یقین ہے کہ ان ہر دو تجاویز میں سے کسی ایک پر جلد عملدرآمد ہوگا اور ناظرین اخبار نور افشاں سے بھی التماس ہے کہ وہ بھی اپنی اپنی قیمتی رائے کا اظہار فرما کر ممنون فرمائیں۔ فقط۔

راقم۔ ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ۔ لودھیانوی۔

خط شکاگو

مسیحی قوم کے سامنے ایک ضروری مسئلہ

پنجاب میں ڈاکٹر عماد الدین صاحب مرحوم کے نام نامی سے کون واقف نہ ہوگا۔ ان کی حین حیات میں شکاگو میں کانفرنس مذاہب کا انعقاد ہوا۔ اس میں ڈاکٹر صاحب موصوف کو بھی جانے کی دعوت ملی۔ لیکن وہ تو وہاں تشریف نہ لیجا سکے البتہ ایک خط تیار کرکے اس کانفرنس میں بھیج دیا اس میں انہوں نے ظاہر کیا تھا کہ دین اسلام میں سے کتنے لوگ مسیحی دین میں شامل ہوئے۔ اور کس طرح سے ہوئے۔ یہ خط اردو میں سنہ ۱۸۹۳ء میں شائع ہوا اور اب تک اس کی چند کاپیاں پنجاب ریلیجس بک ڈپو لاہور میں موجود ہیں۔ اس وقت تک جتنے محمدی صاحبان دین اسلام کو چھوڑ کر مسیحی بن گئے تھے اُن کے ناموں کی فہرست دی ہوئی ہے۔ اس فہرست کے بعد انہوں نے اُس کی نسبت یہ ریمارک دیا ہے "ظاہر ہے کہ مسیحی دین میں صاحب علم محمدی زیادہ آتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ سمجھدار ہیں۔۔۔ البتہ ہندو اقوام کی نسبت محمدی بہت تھوڑے سے آئے وہ لاکھوں ہیں تو یہ ہزاروں ہیں اور آخر میں وہ ان مسیحیوں سے یہ التماس کرتے ہیں کہ "وہ خداوند یسوع مسیح کے لئے راہ تیار کریں"۔ یہ تینوں باتیں بڑی دلچسپ ہیں جس کام کو انہوں نے شروع کیا یعنی محمدی نو مریدوں کی فہرست تیار کی اس کو ہم تکمیل دیں اور اس وقت سے لیکر آج تک مسلمانوں میں سے جو مسیحی ہوئے اُن کی فہرست تیار کریں اور دیکھیں کہ کیا اب بھی صاحب علم محمدی مسیحی ہوتے ہیں یا بے علم اور پہلے کی نسبت کم آتے ہیں یا زیادہ۔ دوم کیا ہندوؤں میں سے اب بھی زیادہ مسیحی ہوتے ہیں جیسے کہ پہلے دنوں میں ہوئے تھے؟ جو لوگ اشاعت انجیل کے کام میں مصروف ہیں اُن کے لئے ایسی تحقیقات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی۔ اگر نور افشاں کے دفتر میں ایسی اطلاع ملتی رہے اور وقتًا فوقتًا اس پر نوٹ نکلتا رہے تو مسیحی پبلک کو معلوم ہوتا رہیگا۔

مسلمانوں اور ہندوؤں میں عام چرچا ہے کہ اب اعلیٰ ذاتوں کے لوگ بہت کم مسیحی ہوتے ہیں۔ بلکہ اُن کا دعویٰ ہے کہ جو مسیحی ہو چکے ہیں وہ بھی واپس جارہے ہیں۔ اکے دکے اشخاص یا خاندان تو بعض اوقات برگشتہ ہوگئے۔ چنانچہ ہمارے سامنے دو سِنہ رسیدہ شخص بٹالے میں مسیحی ہوئے اُن کے بیٹے پر شور و شر ہوا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ پھر گئے۔ اسی طرح امرتسر میں ایک دو خاندان شدھ ہوگئے۔ آریہ سماج کے قائم ہونے سے پیشتر تو ان لوگوں کو واپس جانے کا موقع نہ ملا۔ کیونکہ کوئی اُن کو واپس قبول کرنے کو تیار نہ تھا۔ لیکن آریہ سماج نے البتہ یہ راستہ کھول دیا اور اب شدھی زوروں پر ہے اور اس کی طرف سے بڑے بڑے دعوے سُنے جاتے ہیں۔ اس لئے ہمیں مسیحی جماعت کی نگرانی کرنی چاہئے اور معلوم کریں کہ اس شدھی کا اثر ہماری مسیحی جماعت پر تو نہیں ہورہا؟ اور اُن کی تجویزوں اور پھندوں سے بچنے کے لئے مسیحی کلیسیا کیا کر رہی ہے۔ مسلمانوں میں واپس جانے کا رستہ تو ہمیشہ کھلا تھا اور چند ایک مسیحی اشخاص برگشتہ ہوگئے۔ لیکن ہندوؤں کے لئے واپس جانے کا رستہ بند تھا۔ اب وہ بھی کُھل گیا۔ بلکہ چوپٹ کُھل گیا۔ اب مسیحی بھائیوں کو قربانی کے لئے تیار ہونا چاہئے۔ کیونکہ شاید اپنے دین کو قائم رکھنے کے لئے جان دینی پڑے جیسے کہ ہمارے چند مسیحی بھائیوں نے چند سالوں کے عرصے ہی میں جان دینا قبول کیا۔ بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے منظور کئے۔ لیکن مسیح کا انکار نہ کیا۔ چنانچہ مہر خاں صاحب نے مقتل میں جام شہادت نوش کیا قاضی عبد الکریم صاحب نے کابل میں جان کو قربان کیا۔ گل بادشاہ کے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ لیکن مسیح کو نہ چھوڑا۔ دلاور خاں۔ غلام جیلانی نصر اللہ وغیرہ شہیدوں کی یاد جوش پیدا کرتی ہے کاش کہ عبرانیوں کے گیارہ باب کی فہرست کے ایمانداروں میں ہندوستانی مسیحی شہیدوں کی بھی ایک بڑی تعداد پائی جائے۔ "مرنے تک ایماندار رہ تو میں زندگی کا تاج تجھے دونگا"۔

جے علی بخش۔

اپنی مدد آپ

(افادہ چوہدری غلام حمید صاحب)

ترقیات کے اسباب کے متعلق لوگ مختلف اوہام باطلہ میں گرفتار ہیں۔ بعض کہتے ہیں نظام حکومت میں تبدیل ہونی چاہئے۔ بعض کا خیال ہے ضوابط و آئین میں اصلاح ہونی چاہئے۔ بعض یہ سمجھتے ہیں عمدہ تر بن حاکم ہونا چاہئے۔ بعض کامل سوراج کی دھن میں ہیں کہ ہنومان کی دم لگا کر ہزار ہا برس کی اُلٹی زقند بھرتے ہوئے مہابھارت کے زمانہ میں پہنچ جائیں۔ اور انسانی دماغ کی صدہا برس کی کاوشوں کو بھول جائیں۔

جن لوگوں کے یہ خیالات ہیں کہ عمدہ عمدہ قوانین ہوں اچھے اچھے احکام ہوں تو پھر ہم شاد ہونگے۔ یقیناً ایسے لوگ سستی اور کاہلی کی تعلیم دیتے ہیں۔ عمدہ حاکم کی تلاش اور آرزو ایک قسم کی بت پرستی ہے۔ ایسی تمنا قوت و اختیارات کی عبادت ہے۔ جس طرح زر کی عبادت انسان کو ذلیل کردیتی ہے۔ اسی طرح قوت و اختیارات کی پرستش انسان کو ناکارہ کردیتی ہے۔ اس لئے بہت ہی مفید اور عمدہ مسئلہ جس کی اشاعت مادر وطن میں ضروری اور لابدی ہے وہ یہ ہے کہ "اپنی مدد آپ کرو" جس وقت لوگ اس مسئلے کی اہمیت کو سمجھ جائینگے اور اس پر عمل پیرا ہونگے اس وقت ایسی بت پرستی نیست و نابود ہو جائیگی۔

اگر آج ہندوستان مہاتما گاندھی جیسے بہادر۔ نڈر۔ شریف۔ صادق سچے بہی خواہ۔ قربانی کے دیوتا۔ عالی دماغ۔ اخلاق کے سرچشمہ۔ جفاکش۔ مدبر۔ غیر متعصب اور روحانیت کے شہنشاہ ایک درجن بھی اور پیدا کردے تو ہندوستان کیا ساری دنیا کی کایا پلٹ جائے۔

دوستو۔ جاؤ تاریخ عالم کا مطالعہ کر جاؤ اور کہ دو۔ کہ ایک ہی فانی انسان ایسا دکھاؤ جو اپنی حین حیات میں اس قدر ہردلعزیز ہوگیا ہو۔ اگر یہ شخص زمانہ جاہلیت میں پیدا ہوتا تو بہت بڑا نبی تسلیم کیا جاتا۔ گذشتہ سال مجھے دہلی جانے کا اتفاق ہوا۔ میں نے ایک بہت بڑے افسر (انگریز) سے دریافت کیا کہ مہاتما گاندھی کے متعلق آپ کی ذاتی رائے کیا ہے تو جواب میں اُس نے کہا:۔

"مسٹر گاندھی ایک نہایت ہی شریف النفس شخص ہی ہے جو ہر چیز کو نور خداوندی سے دیکھتا ہے۔"

جانتے ہو مہاتما گاندھی کی کامیابی کا راز کیا ہے؟ وہ اُس کا زبردست اور لاریب کیریکٹر ہے اور یہی اصل کریکٹر انسانی حیات کی روح ہے۔

آئرلینڈ کے مشہور۔ وطن پرست اور ملک دوست جنیل مسٹر ولیم ورگین نے ایک دفعہ فرمایا تھا۔

"جب میرے کانوں میں آزادی کا لفظ پہنچتا ہے تو مجھ کو میرا دیس اور ہم وطن یاد آجاتے ہیں۔ میں اکثر سنتا ہوں کہ ہمارے ملک کو ان کے ذریعہ آزادی نصیب ہوگی۔ میں بھی دوسرے لوگوں کا ہم خیال ہو کر اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ غیر اقوام سے میل ملاپ پیدا کرنا عمدہ نتایج اور اچھے ثمر پیدا کرتا ہے۔ مگر یہ میں ضرور کہونگا کہ ہماری آزادی بہت کچھ ہماری ذات سے وابستہ اور ہمارے ہی افعال پر منحصر ہے۔ اگر ہم لوگ محنتی۔ ایماندار۔ اور جفاکش ہوجائیں تو ترقی کرسکتے ہیں ثابت قدمی کامیابی کا بہت بڑا سبب ہے اگر ہم لوگ بیدار مستعدی سے ایک ولولہ اور تڑپ کے ساتھ ترقی کی شاہراہ پہ گام زن ہو کر بڑھتے چلے جائیں تو بلاشبہ تھوڑے عرصہ بعد خوشحال اور آزادی میں دیگر اقوام کے ہم پلہ ہوسکتے ہیں۔"

متقدمین کے حالات مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ کل اقوام عالم کی موجودہ حالت گذشتہ اقوام کے غور و فکر تدبر و تفکر کا نتیجہ ہے۔ محنتی۔ متحمل صابر۔ جفاکش۔ کان کن۔ کسان۔ مزدور۔ موجد۔ شاعر فلاسفر۔ حکیم۔ محقق۔ نفسی اور نظام عالم کے ماہر سب کے سب ہماری موجودہ ترقیوں کے باعث ہوئے ہیں ہر ایک نسل انسانی گذشتہ نسل کی محنت کی شرمندہ احسان ہے۔ اسی کی محنت پر عمارت بنائی ہے اور وہ موجودہ اقوام کو اس بلندی اور رفعت پہ لے آئی ہے۔ درحقیقت یہی عمدہ عمدہ کاریگر انسانی تہذیب اور شائستگی کی عمارت کے معمار ہیں۔ انہیں کی مسلسل اور لگاتار محنت اور جانکاہی سے جملہ علوم و فنون میں جو مشرق کے گیسوؤں کی طرح پریشان تھے ایک ترتیب پیدا ہوئی۔ ایک نظام قائم ہوا۔ رفتہ رفتہ اسنہ و ازمنہ نے موجودہ نسل کو اس گراں بہا اور بیش قیمت و عزیز متاع پر قابض کیا ہے۔ جو ہمارے آباؤ اجداد کی عرقریزی اور ہوشیاری سے مہیا ہوئی تھی۔ یہ متاع عزیز اس لئے ہمارے سپرد نہیں کی گئی کہ ہم صرف خزانہ کے سانپ کی طرح اس کی حفاظت ہی کیا کریں۔ بلکہ یہ ہمیں اس لئے دی گئی ہے کہ اسے ترقی دے کر آیندہ اقوام کے لئے چھوڑ جائیں۔

اقوام یورپ میں آپ اپنی مدد کرنے کی صفت بہت نمایاں طور سے پائی جاتی ہے اور وہ لوگ جنکو تاریخ یورپ پر عبور حاصل ہے۔ اس بات سے انکار نہیں کرسکتے کہ یورپ میں ہر زمانے میں ایسے ایسے مشاہیر پیدا ہوئے جنہوں نے عظیم الشان کام کئے ہیں۔ لیکن کثرت سے غربا اور محنتی آدمی ایسے بھی ہو گذرے ہیں جن کے نام معرض گمنامی میں پڑے ہیں اور جنکا انسانی ترقی میں بہت بڑا حصہ ہے۔ جنگ کی فتح کا سہرا جرنیل کے سر بندھتا ہے لیکن جان سپاہیوں کی جاتی ہے۔ بہت سے اشخاص ایسے ہو گذرے ہیں جنکے حالات صفحات تاریخ میں درج نہیں۔ مگر انہوں نے

تہذیب اور ترقی کے لئے ان لوگوں سے کچھ کم کوشش نہیں کی جن کے حالات پڑھ کر ہماری مردہ رگوں میں خونِ مردانگی جوش مارتا ہے۔ ایک نہایت ہی نادار گمنام شخص جو بنی نوع انسان کے لئے محنت۔ پرہیزگاری اور دیانتداری کا عمدہ نمونہ اور اچھی نظیر بن گیا ہے۔ اس کا اثر بے شک موجودہ قوم میں قائم ہے اور آئندہ بھی فنا نہیں ہوگا۔ اس کا اعلیٰ کریکٹر اگرچہ ہماری نظروں سے اوجھل ہے مگر دوسروں کی زندگی میں اُترتا چلا جائیگا۔ اور رہتی دنیا تک قائم رہیگا۔ (باقی آئندہ)

فلسفۃ الاذہان

نمبر سوم

فلسفہ کا فائدۂ مطلق

(الف) فائدہ ذہنی

(از قلم ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ)

مغالطہ اول۔ اول سبب یہ ہے کہ اُن کے خیال میں انسان اپنی ذات کی غایت آپ نہیں ہے۔ بلکہ اُس کا وجود ایک ایسی شے کیلئے پیدا کیا گیا ہے جو اس سے خارج ہے۔ اور چونکہ ایسا سمجھا گیا ہے۔ اس لئے ان علوم ہی کو مفید سمجھا گیا ہے جو انسان کے حصول معاش وغیرہ میں کام آتے ہیں اور جو کہ انسان کو اوزار کا کام دیتے ہیں۔

(۱) لیکن حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنی ذات کی غایت ہے۔ کیونکہ خدا کے اظہارِ شان کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور جس قدر وہ اپنی ذات کی تکمیل اور تہذیب میں زیادہ کوشش کریگا اُسی قدر وہ اس شان کو زیادہ ظاہر کریگا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ انسان اپنی ذات کی غایت ہے نہ کہ وہ وسیلہ ہے۔

(ب) علاوہ ازیں ہر ایک انسان دوسرے شخص کو اپنی زندگی بسر کرنے کے واسطے سوسائٹی میں وسیلہ کا کام دیتا ہے اس لئے انسان کی اعلیٰ غرض یہ ہوتی ہے کہ اپنے آپ کو خوش رکھے اور اپنی زندگی عمدہ حالت میں بسر کرے۔ اسی مطلب کو دوسرے الفاظ میں یوں بیان کرسکتے ہیں کہ انسان کی غایت اپنی ذات کی تکمیل اور خوشی حاصل کرنا ہے۔ جمہور میں ہر ایک انسان اوروں کو فائدہ پہنچانے کا آلہ سمجھا جاتا ہے اور یہ فائدہ وہ کسی پیشہ یا حرفہ یا صنعت کے حاصل کرنے سے پہنچاتا ہے۔ پس اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ انسان اپنی غایت خود ہے نہ کہ وسیلہ

لیکن بطور غایت اور بطور آلہ تکمیل حاصل کرنے کے لئے دو مختلف قسم کی تعلیم ضروری ہے۔

(۱) **آزاد** و (۲) **اکتسابی**۔ کیونکہ کمال انسانی کی دو قسمیں ہیں۔ کمال بہ لحاظ انجام۔ کمال بہ لحاظ وسیلہ پس جو تعلیم کہ غرض اول کے لئے دی جائے اُس کو تعلیم آزاد اور جو کہ غرض ثانی کے لئے دی جائے اُس کو تعلیم اکتسابی کہتے ہیں۔

جرمن میں مؤخر قسم کے علوم کو روٹی اور مکھن کے علم یعنی پیٹ کا دھندا کہتے ہیں۔ بعض علوم اکتسابی ایسے ہوتے ہیں کہ اُن سے قوای اعلیٰ کو مدد پہنچتی ہے۔ مثلاً علم طب۔ انکی تعلیم کو بھی تعلیم آزاد کہتے ہیں مگر یہ مستثنیات سے ہے۔ اگرچہ تعلیم اکتسابی بھی مفید ہوتی ہے لیکن اس قدر نہیں جس قدر کہ آزاد۔ ہر ایک حالت میں لفظ مفید کا استعمال اسی قسم کی تحصیلات کے لئے کیا جاتا ہے جو آدمی کو ایک کارآمد آلہ بناتی ہیں۔ لیکن لفظ مفید کا استعمال ان معنوں میں بیجا ہے۔ علی العموم یا بالکلیہ جس تعلیم میں قوای ذہنی کی ورزش زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے عالموں کی قدر زیادہ کی جاتی ہے بہ نسبت اُن اشخاص کے جنکو تعلیم اکتسابی ہی دیجائے۔ پس اس سے بھی ظاہر ثابت ہوتا ہے کہ انسان اپنی غایت ہے نہ کہ وسیلہ

مغالطہ ثانی یہ ہے کہ ترقیِ قوای ذہنی پر حصولِ معلومات کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اس کی تردید کے لئے تین امور ثابت کرنے ضرور ہیں۔ اول حصولِ معلومات و ترقیِ ذہنی شے واحد نہیں۔ دوم۔ خود معلومات کی قدر اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ وسیلۂ ترقیِ ذہن ہیں۔ سوم۔ علم النفس میں سب سے زیادہ ترقیِ ذہن ہوتی ہے۔

اول۔ ذہن یا قوایِ عقلیہ کی ترقی اور حصول معلومات ایک ہی شے نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ قوایِ عقلیہ کی تکمیل اور ترقی انکو کام میں لانے سے ہوتی ہے۔ واقفیت کی تحصیل سے نہیں ہوتی۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ یہ دونوں اوصاف مختلف حالات میں حاصل کئے جاتے ہیں۔ ذہنی ترقی قوی کی ورزش سے ہوتی ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ تمام معلومات کے حصول میں یکساں ورزش ہو۔ چنانچہ جب کوئی صداقت اول ہی اول معلوم کی جاتی ہے تو بڑی ورزش ہوتی ہے اور اگر مکرر اسی صداقت کو معلوم کیا جائے تو کچھ بھی ورزش نہیں ہوتی۔ علاوہ بریں بعض علوم کے حصول کے لئے بڑی جانکاہی کرنی پڑتی ہے۔ حالانکہ ان میں صداقتوں کی تعداد کم ہوتی ہے اور بعض علوم ایسے ہیں کہ ان میں بہت ہی کم محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ حالانکہ اُن میں صداقتیں زیادہ ہوتی ہیں۔ الغرض اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ترقیِ ذہن اور شے ہے اور حصولِ معلومات اور شے۔

دوم۔ علاوہ ازیں اگر ان دونوں کو بطور غایت کے دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ معلومات کی تحصیل قوای عقلیہ کی تکمیل کے ماتحت ہے۔ یہ سوال کہ آیا واقفیت یا ذہنی ورزش بہ تلاشِ واقفیت افضل غرض ہے؟ کل فلسفہ میں بہ لحاظ مسئلہ





نظری کے نہایت عجیب اور بہ لحاظ مسئلہ علمی کے نہایت غور طلب معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ کئی اعلیٰ علوم کو بہ لحاظ انکی فضیلت کے درجہ وار ترتیب دینا اس سوال کے حل کرنے پر موقوف ہے اور بڑی خوبی کی یہ بات ہے کہ اس سوال کے حل کرنے میں نہ صرف وہ مدعا تحقیق ہوجاتا ہے جو کہ ہر علم تدریس میں مدنظر رکھنا چاہئے۔ بلکہ وہ طریقہ بھی معلوم ہوجاتا ہے جو اعلیٰ علوم کی تحصیل میں اختیار کرنا چاہئے۔

گو یہ سوال کسی قدر عجیب اور غور طلب ہو لیکن اس پر بھی باقاعدہ طور سے بحث نہیں کیگئی اور بڑی عجیب بات یہ ہے کہ اگر کبھی غور بھی کیا گیا ہے تو غلط آرائی کو عموماً درست تسلیم کرلیا گیا ہے جس کا مدہی نتیجہ یہ ہوا ہے کہ جو علوم کم مفید ہیں اُنہیں اُن علوم پر جو افضل ہیں ترجیح دی گئی ہے اور تعلیم کی خوب مٹی خراب کی گئی ہے۔ اگرچہ بعض اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ صداقت اور قدرت ہی نے ان غلط آرائی کی سلاسل کو توڑ ڈالا ہے۔ اس کا سبب صاف ظاہر ہے۔ بظاہر اس بات پر شک کرنا گویا اس بات کا تسلیم کرنا ہے کہ غایت بہ نسبت ذریعہ کے کم فضیلت رکھتی ہے اور اس خام خیال پر موجودہ غلط فہمی مبنی ہے۔ تاہم خفیف سا غور کرنے پر یہ مغالطہ ظاہر ہوجائیگا۔

علم یا تو عملی ہوتا ہے یا **نظری** ظاہر ہے کہ علم عملی میں تعرف واقفیت ہی آخری مدعا نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس میں تو علم فقط اس لئے حاصل کیا جاتا ہے کہ اسے استعمال کیا جائے۔ کسی اخلاقی سیاسی اور مذہبی اصول کا علم صرف اس لئے مفید ہوتا ہے کہ اس کا موجود ہونا اس اصول کے عمل میں لانے کی ایک شرط ہے علم نظری میں بلاشک ممکن ہے کہ اول اول بڑی دقت پیش آئے۔ لیکن زیادہ غور کرنے پر ثابت ہوجائیگا کہ علم نظری نے بھی اس سبب سے کہ ذہن کو ورزش میں لاکر قوی کرسکتا ہے قدر حاصل کی ہے۔

الغرض علم علمی کا نام ہی بتاتا ہے کہ اس کی غرض اقتت معلومہ کو کسی عمل میں لگانا ہے۔ نہ محض علم صداقت۔ اور جب عمل میں لایا گیا تو قوای کی ورزش ہوگی۔ باقی رہا علم نظری سو اس میں اگرچہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ صداقت مطلوب ہے۔ مگر غور سے دیکھا جائے تو وہاں بھی معلوم ہوگا کہ ورزشِ قوای ہی مطلوب ہے۔ کیونکہ جو امور نامعلوم ہوتے ہیں اُن کو بڑی جد وجہد اور شوق سے معلوم کیا جاتا ہے اور امور معلومہ کی طرف کچھ بھی توجہ نہیں کی جاتی۔ لفظ **فلاسفر** یعنی متجسس واقفیت فکر کی اصلی غایت کو بتاتا ہے اور صرف وہی علم قابل قدر ہوتا ہے کہ جو ہمارے قوای کو ورزش میں لانے کا باعث ہو تمام فلسفیوں کا اُس پر کلی اتفاق ہے کہ اگر تمام صداقتیں معلوم ہوجائیں تو اس سے بڑھکر اور کوئی بھی مصیبت نہ ہو

٭ **فٹ نوٹ**۔ افلاطون کا قول ہے کہ انسان صیاد علم ہے۔ ارسطو کہتا ہے کہ فلسفہ کی غایت علم نہیں ہے بلکہ تحصیل علم کے لئے اپنے قواء کو ورزش میں لانا ہے اور دیگر حکمای زمانہ قدیم وحال بھی ارسطو کے قول مذکورہ بالا کی تصدیق کرتے ہیں۔ منہ

ایک عجیب وغریب گھر اور اُسکی حفاظت کا طریق

یہ ایک چھوٹی سی کتاب کا نام ہے جس کے کل ۳۵ صفحے ہیں۔ دیہاتی مدارس اور عورتوں کے پڑھنے کے لئے نہایت موزوں ہے۔ فزی اور لوبی اور ہائجین کے مسائل سیدھی سادھی عبارت اور نہایت دلچسپ طریق پر بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت فی جلد ۳ ؍ اگر پچاس کتابیں ایک دم سے منگوائی گئیں تو فی جلد ۲ ؍ ۶ پائی۔

ملنے کا پتہ: **مینیجر صاحب**
ٹمپرنس ہیڈ کوارٹرز لکھنو

ہندو مذہب کی تعریف کیا ہے جس پر کتابیں لکھی جائیں؟

ہندو مذہب اپنی بنیادوں سے اُکھڑ چکا ہے ۱۷۹۸ء جب سے عیسائی مذہب آیا ہے یہاں کے مذاہب میں تلاطم امواج برپا ہوگیا ہے۔ اڈیٹر صاحب اخبار نورافشاں میں ہندو مذہب کی تعریف کردیں۔ ورنہ مفصلہ ذیل میں سے کس پر کتابیں لکھی جائیں۔

(۱) کیا سکھ مت پر؟ جس کی جنم ساکھی تو الوپ ہوچکی ہے۔ باقی رہا گرنتھ صاحب جو اُس وقت کی پنجابی میں لکھا ہوا ہے جو اب بولی نہیں جاتی۔ کیونکہ گرنتھ صاحب بارہ کی بولی میں لکھا گیا تھا اور بارہ کی بولی بھی اب وہ نہیں رہی جو گرنتھ صاحب کی ہے۔ وقت کا انتظار کریں جب تعلیم کی روشنی سے ہر ایک پنجابی منور ہوگا۔ تب جنم ساکھی اور راگ مالا کی طرح یہ سب کچھ الوپ ہوجائیگا (۲) کیا برہم سماج پر؟ جو گلستان بوستان اور بائبل پر ڈسواش رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ کل الہام اور اعلیٰ مصنفین کے ماننے والے ہیں (۳) آریہ سماج پر کتابیں لکھی جائیں ستیارتھ پرکاش کے جواب میں ستیارتھ پرکاش درپن لکھا جاچکا ہے۔ ملاحظہ فرمالیں۔ باقی رہا وید اور شاستر اُن کے معنے وہ نہیں رہے جو تھے۔ اب اُن کے معنے بائبل کے لئے جاتے ہیں جن شلوکوں کے معنے بائبل کے نہیں اُن کے معنے سومیر ربت کے دیوتا لوگ جاتے ہیں جغرافیہ میں سومیر ربت تو ہے نہیں ہم کو سومیر ربت کا رستہ بتلایا جائے تاکہ کھنڈن کے لئے وہاں سے معنے پوچھے جائیں۔ سنسکار ودھی پر خود آریہ سماج عامل نہیں۔ نیوگ کے نام سے سوصوں بھاگتا ہے کھنڈن کس کا کیا جائے یہ بھی بتلایا جائے کہ آریہ سماج کی گورنمنٹ خریداری

پر کھنڈن کرانا مطلوب ہے یا جھنڈی توری مجکشن کرنے والی پارٹی پر۔ دونوں پارٹیوں کے دو سب سے بڑے لیڈر تو کانگرس کے گرویدہ ہو گئے ہیں۔ اُن کے چیلے چاپٹے بھی کانگرس کے معتقد ہو گئے ہیں۔ کوئی اکّا دکّا مذہب پر وشواش رکھ رہا ہے ہم سے کام لینے کے لئے ایڈیٹر صاحب پہلے فیصلہ کریں جو رائے جناب کی ہوگی اس پر کتابیں لکھنا شروع کر دینگے۔

باقی رہا خالص ہندو مذہب ان کی سات دیویاں ہیں۔ (۱) وشنیو دیوی (۲) انسنت مکھی ستیلا (۴) کالکا (۵) جوالا مکھی (۶) بھدر کالی (۷) چنت پرنی۔ ہر ایک دیوی کس پر کھنڈن کرانا مدنظر ہے۔ سب کے جدا جدا معتقد ہیں۔ باقی ہندو افراد سیتارام۔ رادھے کرشن۔ برہما۔ وشن۔ مہیش۔ گنگا۔ جمنا۔ گوداوری۔ پریاگ راج۔ جگن ناتھ۔ دوارکا۔ بدری نارائن کلاش پربت۔ بھوتے کھلیکتر۔ متھرا۔ رامیشور۔ پریاگ راج۔ تلسی ماتا۔ دھرو بھگت۔ پُوان جتو۔ بھوڑی۔ جھوڑی۔ لکھاں داتا۔ دھرو نکل۔ وغیرہ وغیرہ بے حد وحساب کے جدا جدا معتقد ہیں۔ کیونکہ جو سیتارام کا بھگت ہے وہ رادھے کرشن کا نام نہیں لیتا۔ جو رادھے کرشن پر وشواش رکھتا ہے اس کو رام سیتا سے سخت نفرت ہے۔ اسی طرح کل ہندو دیوی دیوتوں اور دریاؤں میں منقسم ہیں۔ مہربانی کر کے خصوصیت بتلائی جائے۔ تاکہ کتابیں لکھنے کا کام بارآور ہو۔

یہ جناب کا حسن ظن ہے کہ اسلام پر کتابیں زیادہ لکھی گئی ہیں بیشمار ہی فرمائیں۔ ہمارے پاس کافی ثبوت ہے۔ ہندو مذہب میں تلاطم امواج برپا ہو گیا ہے۔ جو کبھی آریا سماج کے ذریعے جرمن۔ امریکہ کہ دیدیہ میں اوم کا جھنڈا اگاڑنا چاہتے تھے۔ اب کانگرس سے نجات پانے کے لئے ہراساں ہو رہے ہیں اور سکھوں کے موسپے پر آنکھ لگا رکھی ہے جو تلاطم امواج میں آ کر کہہ رہے ہیں ع

بچیا اتنے نا بھیے زن ڈ جائیں لال دے۔ ادھے تیر اگر ن دسودی

ایڈیٹر صاحب جی ہمیں ہر طرح تسلی ہے۔ کام کافی سے زیادہ ہو چکا ہے۔ اب عامل باعمل عیسائی ہونے چاہئیں جو ہمدردی اور محبت سے ہندوؤں کو اپنے گلے میں شامل کر سکیں۔ ہمارے عیسائی صاحبان صاحب لوگ ہو گئے ہیں۔ گرجے نہیں آتے۔ اپنی صاحبی ٹھاٹھ میں مست پڑے ہیں کوٹھوں سے اُن کو گرجا میں لانے کی ضرورت ہے۔ تاکہ دیو سماج۔ رادھا سوامی والے دادو پنتھی۔ کبیر پنتھی۔ راماں بنجی ایسی ہی ہو جائیں جیسے بالے شاہ والے کارندوں کے ذرا سے کام سے سب نے بپتسمہ لے لیا ہے۔ مسلمانوں سے زیادہ ہندو عیسائی ہوئے ہیں۔ ہندوؤں کی دولت اور لنگر اُن کو عیسائی ہونے نہیں دیتے۔ ادھر عیسائی محبت عنقا ہو رہی ہے خدا باپ تمام مسیحیوں کو میل ملاپ یگانگت عطا کرے۔ آمین ÷

ماسٹر دولچند باز ار نو گھرہ۔

دروازہ شیرانوالہ۔ لاہور۔

کیا تحقیق الاسلام سرکاری کتاب ہے؟

غیر مسلم مصنفین میں سب سے بڑی قباحت یہ چلی آتی تھی کہ وہ ہمیشہ اسلام کے تاریک پہلو کو ہی پیش کر کے اسلام مروجہ کی تکذیب بیان کرتے رہے اور یہی وطیرہ محمدی مصنفین نے دوسرے مذاہب کے خلاف اختیار کیا جس سے کسی مذہب کی حقیقی صورت ظاہر نہ ہو سکی۔ اب پادری غلام مسیح صاحب نے تحقیق الاسلام لکھ کر اس کمی کو پورا کر دیا اور ایک محقق کی طرح اس بات کی تحقیق کی کہ موجودہ اسلام اس اسلام کا جو بانیِ اسلام نے تبلیغ کیا۔ بالکل مخالف ہے اور کہ جو اصل اسلام محمد صاحب کا تھا وہ دین مسیحی تھا۔ اب لطف کی بات یہ ہوئی کہ تمام دعاوی کو فاضل محقق نے اہل اسلام کی ہی شہادت سے ثابت کیا۔ لہٰذا مسلمانوں کو اس کی تردید کرنے کی تاقیامت توفیق نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے کتابیں ایسی دبا دی ہیں کہ نام نہیں لیا۔ مولوی محمد علی صاحب خواجہ کمال الدین صاحب۔ مولوی عصمت اللہ صاحب میرزا محمود احمد صاحب قادیانی خلیفہ کے علاوہ درجنوں مسلم علما و اخبارات کو تحقیق الاسلام برائے ریویو بھیجی اور وہ اُسے مروجہ اسلام کے لئے فرشتہ اجل سمجھ کر خاموش ہو رہے۔

مگر خواجہ کمال الدین صاحب نے ایک عجیب غریب ریویو کیا ہے جس کی داد دینے کے لئے لارڈ ہیڈلے ہی کو بلانا پڑیگا۔ آپ نے اپریل کو جبکہ پادری پال صاحب سے آپ کی گفتگو گناہ آدم پر ہوئی بحضور مسیحی و مسلم حضرات فرمایا کہ گورنمنٹ پر اہل ہند کو اعتبار نہیں رہا۔ اور یہ لوگوں کی فطرت ثانی ہو چکی ہے چنانچہ جب مجھے تحقیق الاسلام پہنچی تو معاً میرے دل میں خیال آیا کہ یہ بھی کوئی گورنمنٹ کا پروپاگنڈا (نشرو اشاعت) ہی ہوگا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب کے نزدیک شاید تحقیق الاسلام کی اشاعت میں سرکار کا ہاتھ ہے چنانچہ آپ نے ضمیمہ اشاعت اسلام (اپریل) میں لکھا ہے کہ نور افشاں اور اس کے اڈیٹر کو کسی سیاسی غرض سے یہ غلط کوشش کرنے کی ضرورت نہ رہیگی۔ کہ قرآن میں صرف اسرائیلی انبیاء کا ذکر ہے ہندی انبیاء کا نہیں؛ تحقیق الاسلام میں محمد صاحب کو ایک عیسائی ثابت کیا گیا ہے۔ مگر اس سے مصنف کی کوئی بھی سیاسی غرض نہیں اور نہ ہی اس کتاب کی تصنیف و اشاعت کے لئے سرکار نے کوئی مدد کی۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ تحقیق الاسلام نے محمدی





علما کے ایسے چھکے چھڑا دئے ہیں کہ خواجہ صاحب جیسے مستقل مزاج کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی ہے اور اپنے اصول کو بھی بھول گئے ہیں۔

سُنئے جناب۔ ریویو آف ریلیجنز کی جس کے مینیجر مولوی محمد علی صاحب تھے۔ جلد ۱ نمبر ۲ میں لکھا ہے کہ "بعض عوام الناس کی یہ غلطی ہے کہ جو کہتے ہیں کہ گورنمنٹ در اصل مشنریوں کی طرف دار ہے بلکہ گورنمنٹ نہ کسی کی طرف دار ہے اور نہ مزاحم۔ اس پولیٹیکل غلطی سے ہماری گورنمنٹ بہت دور ہے کہ وہ ایسے ملک میں جہاں رعایا اپنے بادشاہ سے اختلاف مذہب رکھتی ہے مذہبی امور میں کسی طرفداری کی رنگ آمیزی سے دخل دے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہمارے پاس اس بات کے روشن ثبوت ہیں کہ اس گورنمنٹ کے حکام عالیہ کی نسبت مذہبی تعصب کو ہرگز اپنے نزدیک نہیں آنے دیتے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مرزا صاحب نے اپنی جماعت کے اصولوں اور عقائد میں یہ شرط داخل کر دی ہے کہ وہ ہمیشہ اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہ رہے۔"

گورنمنٹ کو مشنریوں کا طرف دار کہنا عقلمندوں کا کام نہیں بلکہ عوام الناس کی غلطی ہے۔ ہم حیران ہیں کہ خواجہ صاحب نے اب کیسے سمجھ لیا کہ شاید تحقیق الاسلام سی مذہبی کتاب میں گورنمنٹ کا ہاتھ ہے۔ جب گورنمنٹ اس پولیٹیکل غلطی سے پاک ہے تو آپ کو اس پر بدظن ہونے کا کیا حق ہے۔ گورنمنٹ کی انصاف پسندی اور غیر جانبداری تو ثابت ہے۔ مگر آپ تحقیق الاسلام کو سرکاری پروپیگنڈا نہ کہیں تو دوسرا جواب بھی تو آپ کے پاس کچھ نہیں ہے۔ مگر یاد رہے کہ اس بدظنی سے تحقیق الاسلام کے دعاوی پر کوئی زد نہیں پڑتی

خان

کیوں جناب! باوجود بار بار دفعہ لکھے جانے کے کہ مضمون کاغذ کے ایک طرف لکھیں پھر دونوں طرف لکھنا نہیں چھوٹتا۔ ایڈیٹر

کشتِ زعفران

تجنیسِ خطّی

ہمشکل الفاظ کو جن میں صرف نقطوں کا یا کشش کا فرق ہو تجنیس خطی کہتے ہیں۔ مثلاً یار و بار، کام و گام تجنیس خطی ہیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ شیخ سعدی شیرازی کسی مسجد کے حوض میں ہاتھ دھو رہے تھے ایک حاجی بر سر حوض بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے شیخ سے پوچھا۔

چہ میکنی؟

سعدی۔ ید بشویم

حاجی۔ ید و بد تجنیسِ خطی ست۔ بد را بمسجد چہ کار برو۔

سعدی۔ تو کیستی

حاجی۔ حاجی ہستم

سعدی۔ حاجی و چاچی تجنیسِ خطی ست۔ چاچ نام شہریست کہ کمانِ آں شہر مشہور است۔ کمان و گمان تجنیسِ خطی ست و گمان شک را میگویند۔ شک و سگ تجنیسِ خطی ست۔ سگ را بمسجد چہ کار۔ برو

نصیر از کرنال۔

ڈائیسی فرانسیسی ہواباز کے کارنامے

تھوڑے دن گذرے ہیں کہ یورپ میں بذریعہ ہوائی جہازوں کے دنیا کے گرد چکر لگانے کا پھر خیال پیدا ہوا۔ گذرے سال امریکن ہوابازوں نے کوشش کی۔ اس سال پھر امریکن ہوابازوں نے کوشش کی۔ انگلینڈ بھی پیچھے نہیں رہا۔ مگر ہوابازی کے جو کرتب فرانسیسی لیفٹیننٹ ڈائیسی نے دکھائے ہیں اس سے تمام دنیا حیرت میں ہے۔ آپ کی ہوائی پروازیں حسب ذیل دی گئی ہیں۔

پیرس سے بخارسٹ تک ۱۳۰۰ میل کا فاصلہ ۱۱ گھنٹے میں طے کیا بخارسٹ سے الیپو ۱۲۰۰ میل کا فاصلہ ۸ گھنٹے میں۔ الیپو سے بغداد ۸۰۰ میل کا فاصلہ ۴ گھنٹے میں۔ بغداد سے بوشائر ۹۰۰ میل کا فاصلہ ۴½ گھنٹے میں۔ بوشائر سے عباسی بندر ۷۰۰ میل کا فاصلہ ۴ گھنٹے میں۔ عباسی بندر سے کراچی ۱۲۰۰ میل کا فاصلہ ۷ گھنٹے میں۔ کراچی سے آگرہ ۱۳۰۰ میل کا فاصلہ ۶½ گھنٹے میں۔ آگرہ سے کلکتہ ۱۳۰۰ میل کا فاصلہ ۶½ گھنٹے میں۔ غرضیکہ فرانسیسی ہواباز پیرس سے پرواز کر کے ۷۰ گھنٹے کے اندر فرانسیسی اندوچائنا میں پہنچا ہے۔ انسانی پرواز کی یہ لاثانی مثال ہے۔

۵ سالہ لڑکے کے ڈاڑھی مونچھیں نکل آئیں

ٹائمز کا نامہ نگار ریگا سے خبر دیتا ہے کہ ولاڑی واسٹک سے اسکو میں ایک لڑکا آیا ہے۔ جو اگرچہ پورے پانچ سال کا نہیں۔ لیکن اس کا تناسب اعضا جوانوں کا سا ہے اور ڈاڑھی مونچھیں نکل آئی ہیں اور اس کے اعصاب اس قدر ترقی یافتہ ہیں کہ معمولی آدمی کو آسانی سے بچھاڑ سکتا ہے۔ اگرچہ اسکی تمام حرکات و سکنات پنج سالہ لڑکوں کے مشابہ ہیں۔ پیدائش کے وقت وہ معمولی بچوں کی مانند تھا۔ لیکن پہلے ہی سال میں بڑھنے لگا۔ ماہر ڈاکٹر خیال کرتے ہیں کہ اس کی غیر معمولی نشوونما کا سبب غالباً اس کے والدین کے اندر کسی بے قاعدہ گلٹی کی موجودگی ہے۔ اگرچہ وہ خود معمولی قد و قامت کے ہیں۔

ہردوار میں دکش جی کے مندر میں کندن لال پجاری گوشت پکاتا ہوا پکڑا گیا۔ پولیس نے چالان کر دیا۔ یہ مندر بہت ہی پوتر مانا جاتا ہے اور زردانیوں کے ماتحت ہے۔ سرکاری ممبر کا بیان ہے کہ ۲۶ اپریل کو اتا کے مندر میں بکرا کاٹا گیا تھا اس واقعہ سے ہردوار میں بڑی سنسنی پھیلی ہوئی ہے۔

خبریں

افغانستان کی وزارت تعلیم نے ارادہ کیا ہے کہ بیس طالب علموں کو ٹرکی روانہ کرے۔ تاکہ وہ وہاں فن طب اور فنون جنگ کو حاصل کریں۔ معلوم ہوا ہے کہ اس ارادہ کو عمل میں لانے کے لئے بیس طلبا کا انتخاب کر لیا گیا ہے۔ اور وہ عنقریب ٹرکی جانے والے ہیں۔

استنبول کا ایک تار مظہر ہے کہ ۳۷ مدارس فرانس کے اور چند مدارس اٹلی کے استنبول میں بند کر دیئے گئے ہیں۔

نہایت خوشی کا مقام ہے کہ پروفیسر ایم اسمٰعیل ایم۔اے ایڈیٹر نور افشاں جو ۱۱ مارچ ۱۹۴۲ء کے روز ملک کنعان تشریف لے گئے تھے آپ ۵ مئی کے روز واپس لاہور پہنچ گئے ہیں۔

رنگون کے تمام جہازی قلیوں نے جن کی تعداد قریباً ۸ ہزار ہے سوموار کی رات سے ہڑتال کی ہوئی ہے۔ اُنہوں نے پہلے کوئی اطلاع نہیں دی تھی جس سے کام قریباً بند ہے اُن کا بڑا مطالبہ ترقی تنخواہ ہے اور ہیڈ مستریوں کے خلاف الزامات لگائے جاتے ہیں کہ وہ قلیوں کی منظور شدہ تعداد کام پر نہیں لگاتے مزدوروں نے کام شروع کرنے سے انکار کر دیا ہے

ترچنا پلی سے موصول شدہ ایک تار مظہر ہے کہ یہاں کیتھولک عیسائیوں میں سوموار صبح ہول ایڈیر چرچ میں ذات پات کے سوال پر سخت فساد ہوا پنجم کیتھولک عیسائیوں کو اعلیٰ ذاتوں کے کیتھولک عیسائیوں نے زدوکوب کیا۔ اس پر شام کے وقت پنجم عیسائی کثیر تعداد میں جمع ہو گئے اور اُنہوں نے اعلیٰ ذاتوں کے عیسائیوں سے خوب انتقام لیا۔ طرفین کو سخت چوٹیں آئیں۔ کئی زیر علاج ہیں۔

پولیس گرجا گھر کی نگرانی کر رہی ہے۔

ناگپور یونیورسٹی کے پرچے قبل از وقت معلوم کر لئے گئے تھے۔ ایگزیکٹو کونسل نے مکمل تحقیقات کے بعد اسے غلط اور بے بنیاد پایا ہے۔ نتائج جو حال میں شائع کئے گئے ہیں ان الزامات کی مکمل طور پر تردید کرتے ہیں۔

سید لال حسین صاحب نے سپیشل مجسٹریٹ لاہور نے دو ریلوے بکنگ کلرکوں کے ریلوے ٹکٹ غبن کرنے کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ملزمان لوہاری دروازہ کے واقعہ بکنگ آفس میں کام کرتے تھے (انچارج کلرک کا نام میاں فیروز الدین ہے اور دوسرا اس کا ماتحت ایک سکھ ہے) وہاں سے اُنہوں نے بھاری قیمت کی ریلوے ٹکٹیں غبن کی ہیں مجسٹریٹ نے میاں فیروز الدین کو ۱۶ سال قید اور ۳۷ سو روپیہ جرمانہ کی سزا اور دوسرے کلرک کو ۷ سال قید اور ۱۵ سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔

سوموار کے روز گورنمنٹ ہاؤس لاہور میں سر ایڈورڈ میکلیگن پنجاب کو ایک شاندار الوداعی دعوت دی گئی۔ اس موقعہ پر تمام سرکردہ اصحاب موجود تھے چودھری شہاب الدین صدر میونسپل کمیٹی لاہور نے ہز اکسیلنسی کی خدمات کا اعتراف اور اُن کی روانگی پر اظہار رنج کرتے ہوئے ایڈریس پڑھا جس کا ہز اکسیلنسی نے نہایت موزوں جواب دیا ہز ایکسیلنسی منگل کے روز لاہور سے شملہ کو روانہ ہو گئے۔ وہاں سے آپ لنڈن کو تشریف لیجائینگے

سر ایڈورڈ میکلیگن بذریعہ سپیشل ٹرین منگل کی شام کو لاہور سے روانہ ہو گئے۔

روانگی پرائیویٹ تھی۔ ٹرین کی روانگی پر حسب معمول گارڈ کی سلامی سر ہوئی۔

پیر وار کی شام کو بازار دھوبی والی لاہور میں خوفناک آتشزدگی سے چار مکانات جل گئے۔ مالک اور کرایہ دار تباہ ہو گئے۔ افسوس۔

لاہور کی کوٹھیوں میں چوریوں کی گذشتہ کئی وارداتوں کا سراغ لگایا گیا۔ چوریاں ایک ہی گروہ کی ہوتی تھیں۔

چوروں میں ایک نوجوان طالب علم کالج ہے تلاشی پر بہم چوریوں کا مال برآمد ہوا ہے۔ چار شخص پکڑے گئے۔

باریسال میونسپلٹی نے باتفاق رائے فیصلہ کیا ہے کہ شراب کی دوکانیں شہر بدر کی جائیں۔ شراب خانہ خراب کا کیا پاس۔

سپرنٹنڈنٹ آبکاری نے اس فیصلہ کی سخت مخالفت کی۔ لیکن کچھ پیش نہ گئی۔ گورنمنٹ کو جلد اس پر عمل کرنا چاہیے۔

ضرورت و اطلاع

لاہور کے تمام مسیحی بھائیوں و بہنوں سے عرض کیجاتی ہے اگر آپ یا آپ کے دوست کسی قسم کی مرض میں مبتلا ہوں تو کوٹھی نمبر ۲ نزد دیال سنگھ کالج میں تشریف لائیں آپکا زیر نگرانی جناب ڈاکٹر ستیہ پال بی۔اے ایم بی فزیشن اینڈ سرجن کے ملاحظہ خاطر خواہ مفت کیا جاویگا۔

نیز ہر قسم کے نسخہ جات انگریزی نہایت ارزاں قیمت پر تیار کئے جاوینگے علاوہ بریں متعلقہ دندان سازی کا کام نہایت خوش اسلوبی سے ہوگا۔

دیگر ہمیں ایک زنانہ نرس کی ضرورت ہے تنخواہ وغیرہ کا فیصلہ بذریعہ خط وکتابت یا زبانی کریں۔ تمام درخواستیں معہ نقول اسناد ات کے جلد ارسال کی جائیں۔

المشتہر۔ ڈینیل دیا لچند انچارج
ڈسپنسری ڈاکٹر ستیہ پال نمبر ۲ انسبٹ روڈ لاہور

وہی تعلیم ہے جو صدیوں سے جناب مسیح کے نام پر دی جارہی ہے"۔

اول۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم نے فرمایا تھا کہ آنخداوند حقیقی اور کامل انسان تھے اور آپ کی روح ، عقل ، اور قوتِ ارادی انسانی تھی۔ کیا یہ کوئی "نئی تعلیم" ہے یا کلیسیا صدیوں سے سکھاتی آئی ہے کہ جناب مسیح خدا تھے پر انسان نہ تھے یا کہ آنخداوند کا مبارک جسم تو انسانی تھا۔ لیکن اُن کی روح انسانی نہ تھی۔ مقدس اتھاناسیس کا عقیدہ مسیحی کلیسیا کو صدیوں سے یہ سکھاتا چلا آیا ہے کہ "ایمان صحیح یہ ہے کہ ہم ایمان لائیں اور اقرار کریں کہ ابن اللہ ہمارا خداوند یسوع مسیح خدا اور انسان ہے۔ ۔ ۔ ۔ کامل خدا اور کامل انسان نفسِ ناطقہ اور انسانی جسم کی ترکیب میں موجود۔ ۔ نفسِ ناطقہ اور جسم ایک انسان ہے"۔ یہاں صاف ظاہر ہے کہ کلیسیا کی یہ تعلیم ہے کہ نہ صرف آپ کا جسم ہی انسانی تھا بلکہ آپ کی روح بھی انسانی تھی۔ کوئی شخص بغیر انسانی روح کے کامل انسان نہیں ہو سکتا اگر آپ مسیحی کلیسیا کی تواریخ سے واقف ہوتے تو آپ کو معلوم ہوتا کہ ۳۷۵ء میں ایک شخص مسمی اپولی نیریس کی یہ تعلیم تھی کہ آنخداوند میں نفسِ ناطقہ اور انسانی روح نہیں تھی۔ اگرچہ اُن کا جسم ایک انسانی جسم تھا لیکن کلیسیائی جامع نے اس کو بدعتی قرار دیا تھا اور صدیوں سے ایسی تعلیم کو بدعتی قرار دیتی رہی ہے پس جو ڈاکٹر صاحب مرحوم نے فرمایا تھا کوئی "نئی تعلیم" نہیں تھی بلکہ وہی تعلیم تھی جو صدیوں سے جناب مسیح کے نام پر دی جارہی ہے"۔

لیکن خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ نفسِ ناطقہ کی تین بڑی صفات روح ، عقل اور قوت ارادی ہیں۔ اب اگر بقول ڈین ڈاکٹر رشیڈال صاحب مسیح میں تینوں باتیں اسی قسم کی ہیں جو انسان میں ہوتی ہیں تو پھر وہ کن معنوں میں خدا ہے"۔ اول تو روح ، عقل اور قوت ارادی "نفسِ ناطقہ کی "صفات" نہیں ہیں۔ خیر اس امر سے ہم کو اس وقت بحث نہیں ہے لیکن خواجہ صاحب کو معلوم ہے کہ مسیحی کلیسیا خداوند مسیح کو "کامل خدا اور کامل انسان" مانتی چلی آئی ہے۔ آپ کے سوال کا جواب ڈاکٹر صاحب مرحوم کی اسی تقریر کے آخری حصے میں موجود ہے۔

دوم۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم نے یہ کہا تھا کہ خداوند مسیح کی انسانی روح ازل سے موجود نہیں تھی۔ مسیحی کلیسیا کی صدیوں سے یہی تعلیم رہی کہ کلام ازلی ہے لیکن انسان یسوع ازل سے موجود نہیں تھا اور یہی کلیسیا کا مسلمہ عقیدہ ہے۔ پھر خواجہ صاحب کیونکر اس کو "نئی تعلیم" سے تعبیر کر سکتے ہیں؟ کلیسیا کا یہی عقیدہ رہا ہے کہ مقدس ثالوث کا دوسرا اقنوم یا کلام اللہ ازل سے موجود ہے۔ "کیونکہ تثلیث میں کوئی مقدم یا موخر نہیں ۔ ۔ ۔ بلکہ کل تینوں اقانیم ہم قدم ہیں"۔ (عقیدۂ اتھاناسیس) اور پیدائش سے پہلے خداوند کی انسانی روح کا وجود نہیں تھا۔ "بلکہ کلام مجسم ہوا اور ہمارے درمیان رہا"۔ (یوحنا ۱: ۱۴) وہ تجسم سے پہلے مجسم نہیں تھا۔ "یہی تعلیم صدیوں سے جناب مسیح کے نام پر دی جارہی ہے"۔ خواجہ صاحب موصوف کی عدم واقفیت اس کو ایک "نئی تعلیم" بنا رہی ہے۔

سوم۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم نے یہ کہا تھا کہ خداوند مسیح کی الوہیت سے یہ مراد نہیں کہ وہ عالم کل تھے۔ یہ تعلیم "نئی" نہیں بلکہ آں خداوند کی زبان مبارک نے خود دی ہے۔ روز قیامت کے بارے میں خداوند نے فرمایا ہے۔ "لیکن اس دن اور اس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا۔ نہ آسمان کے فرشتے نہ بیٹا مگر صرف باپ"۔ (متی ۲۴: ۳۶۔ مرقس ۱۳: ۳۲) مقدس لوقا انجیل نویس فرماتا ہے۔ "اور وہ لڑکا (خداوند مسیح) بڑھتا اور قوت پاتا گیا اور حکمت سے معمور ہوتا گیا (۲: ۴۰) اب خواجہ صاحب ہی ملاحظہ فرمالیں کہ ڈاکٹر صاحب مرحوم کی "تعلیم صدیوں سے جناب مسیح کے نام پر دی جارہی ہے"۔ یا نہیں۔ اگر خداوند پیدائش کے وقت سے ہی عالم کل تھے تو "حکمت سے معمور ہوتا گیا"، بے معنی الفاظ ہونگے۔ اور خداوند کے زبانِ معجز بیان کے الفاظ تو فیصلہ کن ہیں۔ تجسم کا مطلب ہی یہ ہے کہ علم محدود ہو جائے۔ اگر خداوند کی انسانی روح کل امور سے واقف تھی اور تجسم کے وقت سے ہی عالم الغیب اور عالم کل تھی تو وہ انسانی روح نہ ہوگی۔ وہ خدا کی روح ہوگی۔ لیکن کلیسیا کی تعلیم یہی ہے کہ "وہ خدا اور انسان ہے مگر دو نہیں بلکہ ایک ہی مسیح ہے۔ ایک ہے۔ اس طور پر نہیں کہ الوہیت کو جسم سے بدل ڈالا بلکہ انسانیت کو خدا میں قبول کر لیا۔ مطلقاً ایک ہے۔ اس طور پر نہیں کہ جوہروں کا اختلاط ہوا۔ بلکہ اقنوم کی یکتائی ہے"۔ (اتھاناسیس کا عقائدنامہ)

خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس تیسری بات نے الوہیت چھوڑ آپ کی (آنخداوند کی) نبوت کا بھی صفایا کر دیا۔ کیوں صاحب؟ کیا نبی عالم الغیب ہوا کرتے ہیں یا عالم کل۔ کیا آپ بھول گئے ہیں کہ رسول عربی غیب کی باتوں سے واقف نہ تھے (سورہ انعام ع ۱۹ سورہ ہود ع ۳۲)

چہارم۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا تھا کہ آنخداوند کی الوہیت میں اور آپ کی معجزانہ پیدائش میں کوئی لازمی تعلق نہیں۔ اگر کوئی شخص معجزانہ پیدائش کا منکر ہو تو بھی وہ الوہیت کا اقرار کر سکتا ہے۔ آپ کا مطلب یہ تھا کہ یہ دونوں باتیں لازم و ملزوم نہیں ہیں۔ یہ دونوں عقیدے ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں۔ کلیسیائی جامع کی یہ تعلیم ہے کہ ابن اللہ پیدائش کے وقت ابن اللہ نہیں ہوا تھا۔ بلکہ ازل سے ہی ابن اللہ تھا

نہ ازلی کلمہ کی الوہیت اور پیدائش کا آپس میں تعلق نہیں لیکن جب آپ فرماتے ہیں کہ مسیح کے بن باپ ہونے سے ڈین موصوف انکاری نظر آتے ہیں" صفحہ ۳۳ تو آپ غلط فرماتے ہیں۔ آپ نے اپنی کتاب کے دیباچہ کے آخر میں فرمایا ہے کہ محبت اور اخلاص کی بنا پر" صفحہ ۱۲ آپ نے یہ کتاب تحریر کی ہے۔ لہٰذا میں آپ کی خلوص نیت پر شک نہیں لاتا۔ بلکہ آپ کی اس غلطی کو ڈین مرحوم کی تصنیفات سے عدم واقفیت پر محمول کرتا ہوں اور برادرانہ صلاح دیتا ہوں کہ آپ کسی مصنف کی کتب کا مطالعہ کئے بغیر فتوے نہ دیا کریں۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم اپنی کتاب "یسوع انسان اور خدا" میں فرماتے ہیں "آپ یاد رکھیں کہ اس سے میری مراد نہیں کہ میں معجزانہ پیدائش کے برخلاف ہوں اور نہ ہی میں اب اس کے برخلاف کچھ کہنے کو تیار ہوں"۔ صفحہ ۳۰۔ اب خواجہ صاحب ہی انصاف کریں کہ کیا ڈین صاحب موصوف مسیح کے بن باپ ہونے سے انکاری نظر آتے ہیں؟

پنجم۔ ڈین صاحب مرحوم نے فرمایا تھا کہ خداوند نے کبھی اپنی ذات کے لئے الوہیت کا دعویٰ نہیں کیا۔ یہاں پہنچ کر میں خواجہ صاحب کو آنکی مذکورہ بالا کتاب کی طرف متوجہ کرتا ہوں جس میں ڈین صاحب نے اپنے خیالات کو صاف طور پر ظاہر اور واضح کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں اس وقت سوال زیر بحث یہ نہیں کہ ہمارے خداوند نے دعوے کئے ہیں جن سے آپکی الوہیت مدلل طور پر مستنبط ہو سکتی ہے میں نے صرف یہ کہا تھا کہ آپ نے صاف طور پر الوہیت کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ آپ نے صریح الفاظ میں یہ کبھی نہیں فرمایا کہ میں خدا ہوں۔ . . . اور یہ تعلیم کلیسیا کی تعلیم کے خلاف نہیں۔ کیونکہ عقائد ناموں میں ہم کو یہ نہیں سکھایا گیا کہ ہمارے خداوند نے الوہیت کا دعویٰ کیا تھا۔ لیکن اگرچہ ہمارے خداوند نے الوہیت کا دعویٰ نہیں کیا تھا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہم انکو ...

اُردو کتابیں
ضرور خریدئیے محمود ڈاکٹر و خریدار

میزان الدین یا وصرم تلا۔ اس کتاب کو سب جانتے ہیں۔ گیارھویں بار چھپی ہے صفحہ ۲۸۴ - ۲ پائی۔

میزان الحق۔ توریت و انجیل میں تحریف نہ ہونے اور محمد صاحب کے دعوی نبوت کی تحقیق میں ڈاکٹر فانڈر صاحب مرحوم کی لاجواب تصنیف ہے۔ عربی رسم الخط مطبوعہ لندن صفحہ ۲۳۹ - ۲ فارسی رسم الخط ۱۸۹۲ء صفحہ ۳۸۴ مجلد کپڑا۔ ایک روپیہ۔

معجزاتِ مسیح۔ خداوند یسوع مسیح کے معجزات کی مفصل شرح اور تفصیل صفحہ ۳۲۰ قیمت ۱۲ر کپڑا ۱عہ ر

محبت الٰہی ساڈرلی صاحب مرحوم۔ خدا محبت ہے اور مسیحیت محبت کا دین ہے اس کی نہایت عمدہ توضیح صفحہ ۲۸ قیمت ۲ر

مختصر کوائف یوسفی یعنی اخوند محمد یوسف خان کے حالات زندگی اور ترک اسلام اور قبول مسیحیت کی وجہ کا بیان صفحہ ۱۶ ۲ پائی

منتخباتِ بائبل۔ مناووں۔ واعظوں اور کم فرصت لوگوں کے لئے بائبل کی آیات کا انتخاب صفحہ ۱۰۲ مجلد ۲ پائی

مقدمہ معجزاتِ مسیح معجزونکی حقیقت۔ امکان اور اعتراض پر بحث۔ ان کے اعلیٰ ترین ثبوت صفحہ ۱۰۷۔ اصل ۱۴ر رعایتی ۱ر

مقدس کتاب کا احوال۔ بارنفڈ صاحب کی بائبل کی کہانیاں۔ بچوں کے کورس میں شامل ہیں حصہ اول پرانا عہدنامہ صفحہ ۱۶۸ - ۴ر حصہ دوم نیا عہدنامہ صفحہ ۱۰۶ ۱۴ر اور رومن اُردو حصہ اول پرانا عہدنامہ ۴ر حصہ دوم۔ نیا عہدنامہ ۴ر

مرقع پارلیمنٹ انگلستان انگریزی پارلیمنٹ۔ دارالامراؤ دارالعوام۔ پارلیمنٹ کے حقوق و فرائض کا مفصل بیان۔ علم سیاسیات کے شائقین کیلئے مفید کتاب ہے صفحہ ۱۳۵ اصل ۸ر رعایتی ۴ر

سکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انار کلی لاہور

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پر فضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں سکول کے اسٹاف بہت لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر۔ بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور۔

ینگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔

نفس بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۳۲ء سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری میں فی طالب علم پانچ روپیہ اور اپر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے کلاس فیس سرکاری کا ⅓ ہر متفرق اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار فی طالب علم کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں چرکشا اعلےٰ مال سے ... کر دکھاتے ہیں ... سے ... تک

مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم اے مینیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پرنٹر چھپا ۔